متن حدیث پر نقد کے مراحل

از: عبدالباسط پتافی

یوں تو اسلام کے بیشتر احکام، فضائل، اخلاقی بیانات اور تاریخی امور کا سرچشمہ **احادیث** ہی رہی ہیں اور علمائے اسلام اس سے خوب خوب استفادہ کرتے رہے ہیں اور علمِ حدیث پر بے حد کام بھی ہوا ہے جو جمع سے لے کر اس کے پرکھنے تک محیط ہے اور جس میں آپ سند کی بحث، راویوں کے حالات، سند میں ارسال یا ہر وہ ابحاث جس سے حدیث کے صحیح یا سقیم کا اندازہ لگایا جاسکتا ان میں بے حد کام ہوتا ہوا دیکھتے ہیں جو ہمارے لیے یقینی طور پر فخر کی بات ہے۔

اسی طرح ایک کام ہے حدیث کے متن کا ہے یعنی جب ایک حدیث سند کا معاملہ طے کر چکی ہے تو یقینا اس میں جو کچھ بات ہوئی ہے وہ ایک زبان میں ہوئی ہے، اس کا کوئی ایک موضوع ہو گا اور وہ کسی نہ کسی حالات میں رونما ہوئی ہوگی جس کے سیاق وسباق کے خدوخال ہوں گے تو اس کو پرکھنے کی ضرورت بھی بڑھ جاتی ہے کیونکہ نہ جانے کتنی احادیث سند میں ٹھیک ہونے کے باوجود اپنے متن کی وجہ سے سقم اور ضعف رکھتی ہیں۔

ایسے ہی یہ موضوع بھی اہم ہے کہ حدیث کے متن کو دیکھنے کے آخر کیا معیارات ہیں؟ یہ موضوع پھر کبھی مگر آج یہ دیکھیں گے کہ ایک حدیث کے متن کو کس کس طرح پرکھا جائے اور کہاں کہاں سے گزار کر اس پر اعتماد کیا جائے۔

نقدِ متن کے لیے تین چیزیں دیکھی جانی چاہئیں:

ا۔ تصحیح

سب سے پہلے جس متن پر بات کرنی ہے یا حدیث کے جس متن سے استفادہ مطلوب ہے اس کی تصحیح تو ہو

کیونکہ متون، نسخوں میں کبھی بغیر نقطے والا حرف نقطہ کے ساتھ آجاتا ہے تو کبھی ایک حرف کی جگہ دوسرا آجاتا ہے اور کبھی سیاق بدل جاتا ہے لہذا سب سے پہلے متن کی درستی وصحت پر توجہ مرکوز رہے جیسا کہ علماء واعلام اس پر ہمیشہ سے کام کرتے آئے ہیں۔

۲۔ تفسیر

اب کام آئے گا اس تصحیح شدہ متن کی تفسیر کا اس کے دو رخ ہیں

پہلا رخ: لفظ لفظ کی تشریح

سب سے پہلے حدیث میں بیان ہوئے لفظوں کو سمجھنا ضروری ہے اور ان کو لغات سے، اس وقت کے اسلوب سے اور زبان سے گزار کر سمجھا جائے کہ اس لفظ کے آخر کیا معنی ہیں

دوسرا رخ: مجموعی معنی

لفظ لفظ کو سمجھنے کے بعد اب یہ دیکھا جائے گا کہ حدیث میں اگر کوئی حکم یا کوئی بات بیان ہوئی ہے تو اس کا سیاق وسباق کیا ہے؟ کن اسباب میں بیان ہوئی ہے؟ اس کی مجموعی فضا کیا ہے؟ اور کون سے قرائن موجود ہیں جن کی مدد سے حدیث کا درست مدعا ومقصود سمجھا جا سکتا ہے؟

۳۔ مضمون

ان تمام کے بعد باری آتی ہے مضمونِ حدیث کو پرکھنے کی جس کی دو قسمیں ہیں:

پہلی: حدیث کے مضمون کو **معیارات** پر تولنا کہ یہ مضمون اگر قرآن، سنت یا عقل کے مسلمات کے

مطابق و موافق ہے تو قابل قبول ہے۔

(معیارات پہ تفصیلا بات بعد میں کریں گے ان شاء اللہ)

دوسری: حدیث کا مضمون کتاب و سنت یا عقل یعنی جو معیارات طے کیے گئے ہوں کے موافق تو نہیں مگر مخالف بھی نہیں سو تب بھی مضمون پہ کوئی آنچ نہیں آئے گی

(اس دوسری صورت میں راقم کو نہ اتفاق ہے نہ انکار لیکن یہ بھی اس وقت جب حدیث دین میں کسی اضافے یا کمی کی بات کر رہی ہو ورنہ حدیث کو قبول کرنے میں کوئی مشکل نہیں واللہ عالم بالصواب)

دو مثالیں

اب بہتر ہو گا کہ ہم اس سلسلے میں چند ایک مثالیں دیں کہ کس طرح ایک روایت جب سیاق و سباق سے ہٹ کر پیش کی جائے تو مطلب کہاں سے کہاں پہنچ جاتا ہے اور کس طرح قرآن کے مخالف روایات کو رد کر دیا گیا ہے اور اس میں یہ واضح رہے کہ احادیث کا کام راویوں کے فہم سے ہم تک پہنچا ہے اور انسان سمجھنے میں غلطی کھا جاتا ہے۔

پہلی مثال: ایک حدیث اس قدر مشہور کہ ہمارے گاؤں اور جس شہر میں ہم رہتے تھے وہاں اس حدیث کو بطور دلیل پیش کیا جاتا تھا کہ جو مر گئے ہیں ان پر نہ روئیے کیونکہ اس طرح وہ میت عذاب میں مبتلا ہو گی

حدیث کا ٹکڑا جو ابو ہریرہ سے ہے

إنّ الميت يُعذّب ببكاء الحي

مفہوم: میت پر رونے سے میت پر عذاب ہوتا ہے۔

اس پر جناب عائشہ نے کہا کہ حقیقت میں پوری بات یہ ہے کہ رسول اکرم ص ایک یہودی کے گھر سے گزر رہے تھے جو مر چکا تھا اور اس کے گھر والے اس پر گریہ کناں تھے تو رسول ص نے فرمایا کہ: یہ لوگ اس پر رو رہے ہیں جبکہ وہ عذاب کی لپیٹ میں ہے۔(1)

یعنی ان کے رونے سے اُس پر عذاب نہیں ہو رہا بلکہ وہ پہلے سے ہی عذاب میں ہے کیونکہ حق کو قبول نہیں کر سکا مگر یہ رو رہے ہیں جبکہ ان کا رونا اسے چنداں فائدہ نہیں دے رہا۔

دوسری مثال

إنّ الله خلق آدم على صورته الله

مفہوم: اللہ نے آدم کو اپنی صورت پہ بنایا

اس حدیث کے متعلق امام رضاع سے پوچھا گیا کہ یا ابن رسول اللہ! لوگ کہتے ہیں کہ رسول نے فرمایا ہے کہ **اللہ نے آدم کو اپنی صورت پہ بنایا ہے؟**

آپ ع نے جواب دیا کہ اللہ انہیں ہلاک کرے کہ انہوں نے حدیث کے شروع والا حصہ کاٹ دیا ہے:

رسول اکرم ص گزر رہے تھے کہ دو لوگ ایک دوسرے کو برا بھلا کہہ رہے تھے اس اثنا میں ایک نے دوسرے کو کہا:

قبّح الله وجهک و وجه من یشبهک

مفہوم: اللہ تمہارا چہرہ بگاڑے اور اس کا بھی جس کا چہرہ تجھ سا ہے۔

تو رسول ص نے فرمایا: اے خدا کے بندے! اپنے بھائی کو یہ نہ کہو کیونکہ اللہ نے آدم کو اسی کی شکل جیسا بنایا ہے۔(2)

یعنی اللہ نے آدم کو جو شکل وصورت دی ہے وہ اسی کے جیسی ہے تو تم اگر یہ کہو گے کہ جو تمہارے جیسا چہرہ رکھتا ہے اللہ اس کا چہرہ بگاڑ دے تو یہ بد دعا حضرت آدم تک بھی چلی جائے گی۔

اگر آپ دیکھیں دونوں حدیثوں میں سیاق کے نہ ہونے سے یا سیاق بدلنے سے بات ہی بدل گئی تھی۔

ہم نے دو مثالیں پیش کی ہیں وگرنہ کچھ ایسی روایات بھی ہیں جہاں قرآن سے احادیث کو رد کیا گیا ہے اور درج کی گئی دوسری حدیث میں دیگر اقوال وتوجیہات بھی ہیں۔

حوالہ

(1) المستدرک علی الصحیحین،ج۲،ص۵۸۴، کتاب العتق،ح۲۹۱۰

(2) التوحید للصدوق، ص۱۵۲،ح۱۱

اصل ماخذ

استفادہ از: القواعد المنهجية لنقد متن الحديث (دکتور حسین سامی شیر علی)

والسلام